

دل نہیں تجھ کو دکھاتا ورنہ داغوں کی بہار
 عشق کی آگ کا یہی طریقہ ہے کہ عاشق
 اس چہرہ غاں کا کروں کیا کار فرما بجل گیا
 صبر و ضبط سے کام لیتا ہے اور آگ
 میں ہوں اور افسردگی کی آرزو غالب کر دل
 خفیہ خفیہ اس کا دل جلاتی رہتی ہے۔
 دیکھ کر طرزِ تپاک اہل دنیا بجل گیا
 ۲۔ شرح : دل میں وصل کا شوق
 اور محبوب کی یاد تک باقی نہ رہی۔ یہی
 اس کی سب سے بڑھ کر قیمتی اور عزیز
 متاع تھی۔ گویا اس گھر میں ایسی آگ لگی کہ جو کچھ بھی اس میں تھا، سارے کا سارا بجل
 کر بھسم ہو گیا۔

کہا جاسکتا ہے کہ وہ عشق کیا ہوا، جس میں محبوب کی یاد اور وصل کا شوق بھی
 سلامت نہ بچا۔ معلوم ہے کہ یہ دونوں چیزیں عشق کا مرکز اور نصب العین ہیں۔ اس
 سلسلے میں شعر کی دو تاویلیں ہو سکتی ہیں : اول نفس عشق کی فراوانی نے دل میں اتنا
 غلبہ حاصل کر لیا کہ محبوب کی یاد اور وصل کے شوق کے لیے گنجائش ہی باقی نہ رہی
 گویا دل سراپا عشق بن گیا۔ دوسرا پہلو یہ ہو سکتا ہے کہ محبوب کی مسلسل بے اعتنائی
 اور سنگ دلی سے عاشق کی مایوسی و ناامیدی آخری حد تک پہنچ گئی، جس کے بیان
 کے لیے عاشق کو زیادہ مؤثر صورت یہی نظر آئی کہ جو چیزیں عشق کی جان بھٹیں، انھیں
 بھی مہم قرار دے لے۔ وہ کہنا یہ چاہتا ہے کہ مایوسی ایسی صورت اختیار کر چکی
 ہے، جس کے پیش نظر ذوقِ وصل اور یادِ یار کا وجود ہی محلِ نظر رہ گیا ہے۔

۳۔ شرح : میں عدم سے بھی آگے نکل گیا، یعنی اس درجہ معدوم ہو گیا کہ
 عدم بھی میرے مقام کے تعلق میں وجود کی حیثیت رکھتا ہے، ورنہ جب تک عدم
 یعنی عالمِ فنا میں تھا تو بارِ ایا ہو کہ میرے دل میں آگ برسانے والی جو آہ اٹھتی
 تھی، اس سے عنقا کے پر بجل جاتے تھے۔

کہا گیا ہے کہ غالب کے اس شعر کا مضمون بیدل کے مندرجہ ذیل شعر سے
 ملتا جلتا ہے :